



## سوال

(204) زیر استعمال زیورات کی زکوٰۃ

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زیر استعمال زیورات کی زکوٰۃ کے متعلق وضاحت کریں، ہمارے ہاں مشہور ہے کہ ان میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زیر استعمال زیورات میں زکوٰۃ کے متعلق درج ذیل چار موقوف ہیں۔

(1) زیورات میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ زیر استعمال ہوں۔

(2) ان میں زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ انہیں استعمال کیا جاتا ہے۔

(3) زیورات کی زکوٰۃ انہیں دوسروں کو عاریتہ دینا ہے اس کے علاوہ الگ زکوٰۃ ضروری نہیں ہے۔

(4) زیر استعمال زیورات میں صرف ایک مرتبہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق زیر استعمال زیورات کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے، بشرطیکہ نصاب کو پہنچ جائیں، اس کے متعلق حسب ذیل دلائل ہیں۔

آیات وحدیث میں مطلق طور پر سونے اور چاندی سے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے، اس عموم میں زیورات بھی شامل ہیں خواہ وہ زیر استعمال ہی کیوں نہ ہوں، مثلاً:

وَالَّذِينَ يَخْتِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ..... [1]

”وہ لوگ سونے اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں.....“

”جو بھی سونے اور چاندی کا مالک اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا.....“ [2]



ایک عورت رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے، رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے۔“ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ پسند ہے کہ قیامت کے دن تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے جائیں، یہ سن کر اس خاتون نے وہ کنگن پھینک دیے۔“ [3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سونے کا زیور پہن رکھا تھا، انہوں نے رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ کنز ہے جس کی مخالفت قرآنی آیات کرتی ہیں، رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو تو یہ کنز نہیں ہے۔“ [4]

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ سونا اور چاندی دونوں قسم کے زیورات میں زکوٰۃ ہے، اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زیور میں زکوٰۃ نہیں۔“ [5]

لیکن اس کی سند انتہائی کمزور ہے، اس بنا پر بہت سے علماء نے اسے ناقابل حجت ٹھہرایا ہے۔

[1] ۹/التوبة: ۳۴۔

[2] مسلم، الزکوٰۃ: ۹۷۸۔

[3] البوداود، الزکوٰۃ: ۱۵۶۳۔

[4] مستدرک حاکم، ص: ۳۹۰، ج ۱۔

[5] دارقطنی، ص: ۱۰۶، ج ۲۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 193

محدث فتویٰ